اصولِ سیاست و اخلاق و قانون

يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

(مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

(مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا یہ فاضلانہ اور مفید ضرور مضمون کئی نمبروں میں مسلسل شائع ہوگا ناظرین کرام بغور مطالعہ فرمائیں۔ مدیر)

ایک مریض اپنے علاج کے لئے ایک طبیب حاذق سے رجوع کرتا ہے طبیب نہایت تشخیص کے بعد خوب غور و فکر کے نہایت صحیح علم کی بنا پر نسخہ لکھ دیتا ہے۔ مریض کو اس طبیب کی حذاقت اور اس نسخہ کی صحت پر پورا پورا اعتقاد ہے وہ اس نسخہ کو سونے کے ایک نفیس ٹکڑے میں لپیٹ کر گلے میں لٹکا لیتا ہے۔ اور اس کی ایک ایک دوا کا نام روزانہ دس دس ہزار مرتبہ پوری خوش عقیدگی کے ساتھ رٹ لیا کرتا ہے کیا آپ باور کریں گے کہ اس کا یہ فعل اس کے مرض کو زائل کرنے میں نفع بخش ثابت ہوگا؟ شاید آپ کو اس کے جواب میں "نہیں" کہنے کے لئے ایک ادنیٰ سے غور و فکر کی بھی ضرورت نہ پیش آئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس فعل کی حماقت ایک امر بدیہی ہے طبیب کی حذاقت، تشخیص اور تجویز کی صحت، مریض کی عقیدت، سب اپنی اپنی جگہ علاج کیلئے مفید سہی مگر ان سب کی کامیابی اس پر منحصر ہے کہ طبیب کی تجویز کردہ دواؤں کو جسم تک پہنچنے اور طبیعت مدبرہ بدن کو ان کے خواص سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جائے۔ علاج کی یہ لازمی اور ضروری شرط پوری نہ ہوگی، تو طبیب کا کمال فن اور مریض کا اعتقاد اپنی غایت کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیگا بنفشہ اور گاؤزبان کی خاصیت انکے جرم میں ہی نہ کہ انکے نام میں۔ اگر صحیح تشخیص کے بعد ان دواؤں کو صحیح طریقہ سے استعمال کیا جائے تو جس بیماری کیلئے یہ مفید ہیں اس کو چند روز میں زائل کرسکتی ہیں لیکن اگر کوئی شخص تمام عمر بنفشہ بنفشہ اور گاؤزبان گاؤزبان کے الفاظ زبان پر جاری رکھے اور اس وظیفہ سے یہ امید رکھے کہ اسکا مرض زائل ہوجائیگا تو اس کا یہ خیال سخت جنون ہے

ایک اعلیٰ درجہ کا ماہر قانون اپنے علم اور اپنی عقل کے سارے کمالات صرف کرکے، انسانی فطرت، زمانہ کی ضروریات اور ملک کے حالات کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرکے، ایک ایسا قانون بناتا ہے جس سے بہتر قانون بنانا ممکن نہیں ہے۔ قانون بہتر سے بہتر طریق پر طبع کرایا جاتا ہے۔ زرکار جلدیں بندھوائی جاتی ہیں۔ اطلس و دیبا کے غلاف چڑھوا دیے جاتے ہیں۔ ہر عدالت کے کمرے میں اس کی ایک ایک جلد سب سے اونچے مقام پر رکھ دی جاتی ہے۔ ہر وکیل اسکو لیکر آنکھوں سے لگاتا ہے اور اپنے دفتر میں پورے احترام کیساتھ جگہ دیتا ہے۔ حکام عدالت اور وکلاء سب روزانہ انتہائی عقیدت اور خوش الحانی کے ساتھ اسکو پڑھتے ہیں، اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ یہ بہترین قانون ہے مگر نہ وہ اسکو سمجھتے ہیں، نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، نہ سمجھنا ضروری سمجھتے ہیں، اور نہ مقدمات کی پیروی کرنے اور مقدمات کا فیصلہ کرنے میں اسکو استعمال کرتے ہیں، عدالت کی کاروائیوں کیلئے انہوں نے کچھ اور قوانین بنا رکھے ہیں، اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ اس قانون کا تو حکم عدالت کے سر پر لٹکتا اور وکیلوں کے حرز جان رکھنا اور اس کے الفاظ کا پڑھنا اور سن لینا ہی بس عدالت اور انصاف کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے! اور اسکی برکت سے تمام معاملات آپ سے آپ ہی درست ہو جاتے ہیں پھر جو حکام انسے بھی زیادہ خوش عقیدہ ہیں انکا عمل تو یہ ہے کہ جہاں کوئی مقدمہ پیش ہوا اور انہوں نے نہایت ادب کیساتھ اس قانون کی ایک دفعہ پڑھکر فریقین پر پھونک دی، اب انہیں یقین ہے کہ مقدمہ کا فیصلہ خود ہو جائیگا جہاں کوئی مجرم پیش ہوا اور انہوں نے قانون کی ایک تعزیری دفعہ لکھکر مجرم کے بازو پر باندھ دی۔ اب وہ باور کیے بیٹھے ہیں کہ مجرم جیل کی کوٹھڑی میں پہنچ گیا جہاں کسی مظلوم نے آکر فریاد کی اور انہوں نے اس قانون میں سے ایک اور دفعہ نقل کرکے اسکے گلے میں باندھ دی اب ان کو پورا بھروسہ ہے کہ اسکی دادرسی ہو گئی۔

اگر ملک میں بہت بدامنی پھیلتی ہے اور لوگوں کے معاملات آپس میں خراب ہونے لگتے ہیں تو اس قوم کے لوگ جگہ جگہ جلسے منعقد کرتے ہیں اور ہر جلسہ میں شہر کا ایک سب سے زیادہ خوش الحان شخص کھڑا ہو کر اس قانون کی چند دفعات نہایت عمدہ آواز کیساتھ پڑھتا ہے سب لوگ احترام کیساتھ عقیدت کے کانوں سے اسکو سنتے ہیں مگر نہ پڑھنے والا یہ جانتا ہے کہ کیا پڑھ رہا ہے نہ سننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ سن رہے ہیں اسکا مطلب کیا ہے نہ کسی کی یہ نیت ہوتی ہے کہ

اس کو سمجھینگے اور اس پر عمل کرینگے اور نہ کسی کا یہ خیال ہے کہ یہ قانون سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے ہی بنایا گیا ہے۔ ایک قوم کے لوگ تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ محض اس قانون کے الفاظ پڑھنے اور سننے سے امن قائم ہو جاتا ہے، معاملات درست ہو جاتے ہیں، اور خرابیوں کا استیصال ہو جاتا ہے۔ اگر آپ سے کہا جائے کہ ایک قوم فی الواقع ایسی موجود ہے جس کا طرز عمل یہی ہے تو آپ بے اختیار اس کا مضحکہ اڑائیں گے اور کچھ عجب نہیں کہ اسکو فاتر العقل قرار دیں کیونکہ یہ بات سمجھنے کیلئے کچھ زیادہ غور وخوض کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ قانون کوئی جادو یا منتر یا طلسم نہیں ہے جسکے الفاظ زبان پر جاری ہوتے یا کاغذ پر لکھدینے سے اپنا اثر دکھاتے ہوں، بلکہ اس کی برکت اور اس کے فوائد ومنافع کا حاصل ہونا اس پر موقوف ہے کہ اس کے منشا اور مقصد کو سمجھا جائے اور زندگی کے معاملات میں اسے نافذ کیا جائے۔ واضع قانون کے کمال کا انکشاف اور اس کے وضع کئے ہوئے قانون کی صحت پر اعتماد اور قانون کے الفاظ کا احترام، یہ سب کچھ بے معنی ہے اگر اس کا اظہار ایسے لوگوں کی طرف سے ہو جو اس قانون کو سمجھتے ہی نہیں، اور اسکو عمل کے قابل ہی خیال نہیں کرتے۔

طبیب کے نسخہ کو تعویذ بنانیوالوں اور ماہر قانون کی کتاب کو طلسم کی جگہ دینے والوں کے بارے میں آپ نے بڑی آسانی سے فتور عقل کا فتویٰ صادر کر دیا۔ مگر ذرا غور کیجئے کہ کہیں اس فتوے کا نشانہ خود ہم اور آپ تو نہیں ہیں۔ ایک بہت بڑے سب سے بڑے حاذق طبیب نے ہمارے لئے ایک نسخہ تجویز کیا تھا جو تمام نسخوں سے زیادہ مکمل، اور صحیح اور مجرب تھا۔ ہماری تمام روحانی و اخلاقی، اجتماعی و انفرادی بیماریوں کیلئے جو دوائیں اس میں تجویز کی گئی تھیں، ان سے بہتر دوائیں اور ممکن نہ تھیں۔ مگر یہ نسخہ لکھا تو اس لئے گیا تھا کہ ہم اس کی دوائیں کو استعمال کریں، لیکن ہم نے اس کو گلوں کا تعویذ بنایا، اسے گھول گھول کر پیا، اس کے الفاظ بے سمجھے بوجھے زبانوں پر جاری کئے، اور وہ سب معاملے اس کے ساتھ برتے جن کے لئے وہ دراصل لکھا ہی نہ گیا تھا، اور نہ برتا، تو وہ معاملہ جس کے لئے دراصل وہ لکھا گیا تھا۔ یہ نسخہ آج بھی ہمارے اور آپ کے گھروں میں رکھا ہوا ہے۔ سب سے زیادہ احترام کی جگہوں پر، بہتر سے بہتر جزدانوں

میں لپٹا ہوا رکھا ہے۔ ہم اور آپ سب بدترین روحانی، اخلاقی، شخصی و اجتماعی بیماریوں میں مبتلا ہیں، تڑپ رہے ہیں، درد و کرب سے بے چین ہیں، ہر اناڑی طبیب، ہر عطائی، ہر اشتہاری ڈاکٹر کے نسخے استعمال کر رہے ہیں، اور یہ حال ہے کہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مگر اس کے باوجود اس طبیب کی طرف رجوع نہیں کرتے جس کی حذاقت پر ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس نسخہ کو استعمال کرنے کا خیال بھی نہیں کرتے جس کی صحت پر یقین رکھتے ہیں اور جس کی متعلق معلوم ہے کہ جب کبھی آزمایا گیا تیر بہدف ثابت ہوا۔ اب فرمائیے کہ اس طرزِ عمل پر آپ کیا حکم لگائیں گے؟ وہی فتورِ عقل یا کچھ اور؟

ایک بہت بڑے سے بڑے مقنن نے ہمارے لیے ایک قانون بنایا، انسانی فطرت کے حال اور صحیح علم کی بنا پر ایسا قانون بنا دیا جو ہر زمانے، ہر ملک اور ہر حالت کیلئے موزوں و مناسب ہو سکتا تھا۔ اور انسانی زندگی کے ہر شعبے کو ایک صحیح ضابطے کے تحت لانے، اور افراد اور جماعتوں کے معاملات کو درست کرنے کیلئے اس سے بہتر قانون نہ ہو سکتا تھا۔ واضع قانون کا منشا یہ تھا کہ ہم اس قانون کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ مگر ہم نے اس کو اونچے سے اونچے طاقوں میں جگہ دی، اس کو سروں پر رکھا، اس کے معانی کو نظر انداز کر کے الفاظ کو خوب وردِ زبان کیا، اس کو بخار، نزلہ، کھانسی اور درد سر کے علاجوں میں استعمال کیا، اس سے بھوت پریت اور شیطان بھگائے، اس کو پڑھ پڑھ کر اپنے ہر جائز و ناجائز مقصد کیلئے کامیابی کی دعائیں کیں، غرض اس سے ہر وہ کام لیا جس کیلئے وہ وضع نہ کیا گیا تھا، اور نہ لیا تو وہی کام جس کیلئے دراصل وہ وضع کیا گیا تھا۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی، خانگی اور بیرونی، اخلاقی اور مادی زندگی جس ابتری، تنزل اور بربادی میں مبتلا ہے اس پر ہم رو رہے ہیں، چیخ رہے ہیں، پریشان ہیں، گھبراہٹ کے مارے ہر طریقے، ہر ضابطے، ہر طرزِ حیات کی طرف لپک رہے ہیں اور اس غلط روی سے اور زیادہ تباہ حال ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر توجہ نہیں کرتے تو اس قانون کی طرف جس کے واضع کا کمال مسلّم ہے جس کی صحت و صداقت پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور جس کے متعلق معلوم ہے کہ جب اس پر عمل کیا گیا تو اس نے انسانی جماعت کی ایسی تنظیم کی کہ زمین رشکِ آسمان ہو گئی۔ اب فرمائیے کہ ہم پر اور آپ پر وہی فتورِ عقل، جہل و نادانی اور دیوانگی کا فتویٰ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟